خطبہ جمعہ

بعنوان

اللہ سے شرم کیجیے

سلسلة منبر الحکمة

136

بتاریخ:29 مارچ 2019

بمطابق: ۲۱ رجب ۱٤٤۰ھج

بہ اہتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ کے اہم نکات

① سر اور ارد گرد کی حفاظت ✵ عقیدہ توحید کی پاسداری

✵ عمل میں اخلاص کا اہتمام ✵ زبان کا جائز استعمال

② پیٹ اور اس کے اندر کی حفاظت

③ موت اور احوالِ قبر کو یاد رکھنا

④ دنیا کی زینت سے اعراض

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

((اسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ الْحَيَاءِ))

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے اس طرح شرم کرو جیسے شرم کرنے کا حق ہے۔''

[حسن] سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والوقائع والورع: 2458 - مسند أحمد: 3671 - المعجم الكبير 10/152 - المستدرك للحاكم: 7015 - شعب الإيمان للبيهقي: 7334 - صحيح الجامع: 935

آج کے خطبہ جمعہ کا موضوع ''اللہ سے شرم کیجیے'' ہے۔ اس موضوع کو منتخب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے قلبی بگاڑ، فسادِ احوال اور تزکیہ نفس کے نہ ہونے کا شکار تبھی ہوتا ہے جب اس کی نگاہ میں گناہ کی حساسیت ختم ہو جاتی ہے اور اسے چنداں پروا نہیں رہتی کہ وہ کس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ذاتِ مقدس کی نافرمانی کر رہا ہے۔ وہ ذاتِ مقدس کہ جو اس کے ظاہر و باطن کے ہر حال سے بہ خوبی واقف ہے اور اس کے سامنے روزِ قیامت بندہ جواب دہ بھی ہوگا۔ مسؤ ولیت اور جواب دہی کے اس قدر حق ہونے کے باوجود بھی بندہ عصیان وطغیان سے باز نہ آئے تو اس کی ایک ہی وجہ ہوتی ہے کہ اپنے پروردگار سے شرم ختم ہو چکی ہوتی ہے!!

شرم کی اقسام:

بندۂ مسلم کے شرم کرنے کی تین اقسام ہیں:

① ......اپنے آپ سے شرم کرنا، جسے اپنے ضمیر سے شرم بھی کہا جا سکتا ہے۔ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے کہ گناہ کرتے وقت بندے کو اس کا نفس اور ضمیر ملامت کرے اور وہ اس سے باز آ جائے۔

② ......لوگوں سے شرم کرنا۔ بہت سے برے کام انسان اس بنا پر ترک کر دیتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ میرے اس فعلِ بد کو دیکھ کر مجھے لعن طعن کریں گے اور ان کی نگاہوں میں میری عزت اور کردار خراب ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ایک لحاظ سے نعمتِ خداوندی ہی ہے کہ لوگوں کی شرم سے بندہ گناہ سے بچ جاتا ہے۔

③ ......اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس کرنا۔ گناہ اور نافرمانی کے کاموں سے بچنے کے لیے یہ سب سے بڑا انعامِ الٰہی ہے کہ بندے کے قلب ونگاہ میں اپنے خالق کا حیا اور شرم ہو۔

اس خطبہ جمعہ کا موضوع یہی مؤخر الذکر قسم ہے۔ اس موضوع کی بنیاد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ وہ حدیثِ مبارکہ ہے جس میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

((اسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ الْحَيَاءِ))

''اللہ تعالیٰ سے ایسے شرم کرو جیسے شرم کرنے کا حق ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: الحمد للہ! ہم تو اللہ سے شرم کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فرمایا:

((لَيْسَ ذٰلِكَ ، وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ ، فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا حَوٰى ، وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا وَعٰى ، وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى ، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ ، فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ الْحَيَاءِ))

''ایسے نہیں! بلکہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) جو شخص اللہ سے کما حقہٗ شرم کرتا ہے اس کو چاہیے کہ سر اور اس کی اردگرد کی چیزوں کی حفاظت کرنی چاہیے، اسے پیٹ اور پیٹ میں موجود چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے، اس کو موت اور (قبر میں) بوسیدہ ہو جانا یاد رہنا چاہیے، اور جو شخص آخرت (کی کامیابی) چاہتا ہے وہ دُنیوی زیب و زینت چھوڑ دیتا ہے۔ سو جس شخص نے یہ کام کر لیے، یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے ایسے شرم کی جیسے شرم کرنے کا حق ہے۔''

[حسن] سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والوقائع والورع: 2458۔ مسند أحمد: 3671 ۔ المعجم الكبير: 10/152 ۔ المستدرك للحاكم: 7015 ۔ شعب الإيمان للبيهقي: 7334 ۔ صحيح الجامع: 935

اس حدیثِ مبارکہ میں چار امور بیان ہوئے ہیں جن کے اہتمام سے اللہ تعالیٰ سے کماحقہٗ شرم کرنے کا اعزاز حاصل ہو جاتا ہے۔ ان امورِ اربعہ کا تفصیلی بیان آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں:

① سر اور اردگرد کی حفاظت

سر اور اس کے اردگرد کی چیزوں کی حفاظت کا مطلب ہے کہ سر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے ذہنی خیالات اور افکار کو پراگندہ نہ ہونے دیجیے اور دماغ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت، نافرمانی اور حکم عدولی جیسا کوئی خیالِ باطل پیدا نہ ہونے دیجیے۔ اپنے قلب و نگاہ اور زبان و کان کو ناجائز استعمال سے بچائے رکھیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس کے تحت درج ذیل امور لائقِ ذکر ہیں:

1......عقیدہ توحید کی پاسداری:

افکار وخیالات کی حفاظت میں سب سے اساسی امر یہ ہے کہ اپنے خالق کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا شر پیدا نہ ہونے دیا جائے۔ یہ ربِ کریم کا بنیادی حق ہے، جیسا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا: جی حضور! فرمائیے، میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ))

''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟''

میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا))

''اللہ کا اپنے بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوهُ))

''کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے اس کا اہتمام کرنے لگیں تو پھر اللہ کے ذِمے بندوں کا کیا حق ہے؟''

میں نے پھر عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ))

''اللہ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔''

صحيح البخاری، کتاب التوحيد، باب ما جاء فی دعاء ﷺ أمته الى التوحيد تبارك

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وتعالى . . . الخ 5967۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب من لقى الله بالإيمان وهو غير شاك فيه، ح:30

یعنی جب بندوں کی جانب سے اللہ کا حق ادا ہوگا تو پھر اللہ بھی اپنا فرض نبھائے گا اور اپنے موحد بندوں کو عذاب سے دو چار نہیں کرے گا۔ بصورتِ دیگر اگر عقائد میں شرک کی آمیزش ہوگی تو پھر عذاب سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے، جیسا کہ خود ربِ کریم کا فرمان ہے کہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [النساء: 48]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔''

2......عمل میں اخلاص کا اہتمام:

قلب و ذہن کی حفاظت میں دوسرا بنیادی امر خلوصِ نیت ہے۔ کوئی بھی نیک عمل کرنے سے زیادہ اس کو ریا کاری سے پاک رکھنا زیادہ ضروری ہے۔ نیکی کا کوئی کام اگر لوگوں کے دِکھلاوے یا ان سے داد و ستائش وصول کرنے کے لیے کیا جائے تو اعمال کی بربادی کے لیے اس سے بڑی آفت کوئی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو شرکِ خفی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ))

''یقیناً جس چیز میں تمہارے مبتلا ہونے کا خدشہ رہتا ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''اس سے مراد ریا کاری ہے۔ روزِ قیامت جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرمائے گا: دنیا میں تم نے جن لوگوں کو دِکھلانے کے لیے عمل کرتے تھے؛ ان کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ ان کے ہاں سے تمھیں کوئی جزا ملتی ہے؟''

[حسن] مسند أحمد:23630 ۔ المعجم الكبير253/4 ۔ شعب الإيمان6412 ۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة:951 ۔ صحيح الجامع1555

اللہ اکبر! یہ کیسی بدبختی ہوگی کہ ربِ کریم اپنے ہاں سے ایسے ریا کاروں کو دھتکار دے اور انہیں ان لوگوں کے سپرد کر دے جن کے پاس ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہوگا!

3......دِل کو حسد و بُغض اور کینہ سے پاک رکھنا:

حسد بہت بری اعتقادی و اخلاقی بیماری ہے۔ اعتقادی اس طرح کہ حاسد اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی تقسیم پر بالواسطہ عدم رضامندی کا اظہار کرتا ہے اور اخلاقی بیماری اس لحاظ سے کہ حاسد اپنے مسلمان بھائی سے صرف اس بنا پر عداوت رکھتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا کی ہوتی ہے اور یہ اس نعمت کے زوال کی خواہش کیے ہوتا ہے۔ حالانکہ ایک حقیقی مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر کامل ایمان اور رضامندی کا اظہار کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو کچھ عطا کیا ہے وہ اس کا فیصلہ ہے جو یقیناً حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا، اس لیے وہ اسے بہ خوشی قبول کرے۔ نیز اپنے مسلمان بھائی پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام دیکھ کر اس سے حسد کرنے کی بہ جائے اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا کرے کہ مولا کریم! اگر تو یہی نعمت میرے حق میں بہتر سمجھتا ہے تو مجھے بھی عطا فرما۔ کیونکہ جس ذاتِ مقدس نے اسے عطا کی ہے وہ آپ کو بھی عطا کر سکتی ہے۔

اسی طرح کسی بھی شخص کے لیے اپنے دِل میں بغض اور کینہ نہیں رکھنا چاہیے۔ جس کا دل ان دو بیماریوں سے آلودہ ہوگا اس کا دِل محبت الٰہی سے محروم رہے گا، کیونکہ اللہ بد اخلاق

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شخص سے محبت نہیں فرماتا۔ رسولِ کریم ﷺ نے ان خصائلِ رذیلہ سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا))

''ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور باہم بُغض مت رکھو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بن جاؤ۔''

صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب: ﴿يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا﴾، ح6066۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها، ح2563

بلکہ ایک حقیقی مسلمان کا تو کردار ایسا ہونا چاہیے کہ اگر کہیں اپنے مسلمان بھائی کی چغلی، غیبت یا بے عزتی ہوتے دیکھے تو اس کا دفاع کرے۔ نبی کریم ﷺ نے بندۂ مومن کی شان ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ:

((اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ لَقِيَهُ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ))

''مومن، مومن کا آئینہ ہے، مومن، مومن کا بھائی ہے، اس کو نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في النصيحة والحياطة، ح4918

4......زبان کا جائز استعمال:

زبان کے جائز استعمال سے مراد یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولے، کسی کی غیبت اور چغلی نہ کرے، کسی پر بہتان نہ باندھے، فحش گوئی نہ کرے، گالی نہ دے، اللہ و رسول کی ناراضی والی کوئی بات نہ کرے۔ غرضیکہ ہر وہ لفظ جو اخلاقی اور شرعی لحاظ سے درست نہ ہو؛ اسے زبان سے نہ بولے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ (کے جائز استعمال) کی ضمانت دے، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان ح6474

اسی طرح نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

''مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے (دوسرے تمام) مسلمان محفوظ ہوں۔''

صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب من سلم المسلمون من لسانه ویده ح10 صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ح:40

یعنی حسنِ معاشرت کا ایک زرّیں اصول مہیا فرما دیا کہ مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ ہی اس شخص کو ملے گا جو اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو اذیتیں نہ پہنچاتا ہو بلکہ سبھی اس سے مامون و محفوظ ہوں۔

ذیل میں چند ایک اخلاقی گراوٹوں کا تذکرہ کیے دیتے ہیں جو زبان کے محتاط و جائز استعمال نہ کرنے کے باعث واقع ہوتی ہیں اور مسلمانوں کو ان سے کامل طور پر باز رکھنے کے لیے شریعتِ اسلامیہ میں ان پر وعید بھی بیان کی ہے۔ نبی ﷺ نے بامقصد بات کرنے اور فضول گوئی سے بچنے والے کے لیے دعائے رحم کرتے ہوئے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا تَكَلَّمَ فَغَنِمَ، أَوْ سَكَتَ فَسَلِمَ))

''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو بات کر کے غنیمت میں رہا یا خاموش رہ کر سلامتی پا گیا۔''

صحیح الجامع 3492۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة 853

5......جھوٹ بولنے سے احتراز:

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

((إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا))

''جھوٹ سے بچنا بھی اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی راہ دِکھاتا ہے، اور یقیناً آدمی اس قدر جھوٹ بولتا ہے کہ اسے اللہ کے ہاں بھی جھوٹا ہی لکھ دیا جاتا ہے۔''

صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ وما ينهى عن الكذب، ح6094۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، ح2607

جھوٹ سراپا نقصانات ہے۔ کبھی کسی جھوٹے شخص کو کامیابی نہیں ملی اور نہ ہی اسے حقیقی خوشی میسر آتی ہے۔ جھوٹ بولنے کی وجہ سے اس کا دِل عدم اطمینان کی سی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے اور اسی فکر میں مبتلا رہتا ہے کہ کہیں اس کا جھوٹ پکڑا نہ جائے۔ جبکہ سچ بولنے والا اطمینان اور خوشی میں رہتا ہے۔ اس کے دِل میں کوئی کھٹکا نہیں ہوتا۔ جھوٹا شخص ہر لحاظ سے نقصان ہی سے دوچار ہوتا ہے۔ یہ کتنی بڑی شقاوت ہے کہ ایسے شخص کو اللہ کی نظر میں جھوٹا ہی لکھ دِیا جائے؟! اور جو اللہ کے نزدیک اس مقامِ سوء پر پہنچ جائے تو وہ دنیا و آخرت میں کیسے کامیاب ٹھہر سکتا ہے؟!

6......غیبت سے پرہیز کریں:

سب سے پہلے تو ہمیں غیبت کا مفہوم سمجھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ))

''(غیبت یہ ہے) کہ تم اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کرو جسے وہ نا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پسند کرتا ہو۔''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر وہ بات اس بھائی میں موجود ہو تب بھی وہ غیبت ہی شمار ہو گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنْ کَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ ، وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ))

''اگر وہ بات اس میں موجود ہو جو تم نے کی ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں موجود نہیں جو تم نے اس کے بارے میں بیان کی ہے تو تم نے اس پر بہتان باندھا ہے۔''

صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، باب تحریم الغیبة ح: 2589

معلوم ہوا کہ اگر کسی مسلمان بھائی میں کوئی برائی پائی بھی جاتی ہو تب بھی اسے کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہی تو غیبت ہے۔لیکن اگر اس میں وہ برائی پائی بھی نہ جاتی ہو پھر بھی اس کی طرف منسوب کرنا؛ یہ بہتان ہے۔

غیبت جیسے شنیع فعل کی سزا نبی ﷺ نے یوں ذکر فرمائی کہ:

((لَمَّا عَرَجَ بِی رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ ، مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظَافِرُ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیلُ؟ فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِینَ یَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَیَقَعُونَ فِی أَعْرَاضِهِمْ))

''جب میرا رب مجھے معراج پر لے گیا تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتیں اُچھالتے تھے۔''

سنن أبی داود ، کتاب الأدب ، باب فی الغیبة ح: 4887

لوگوں کا گوشت کھانے سے مراد ہے کہ ان کی غیبت کیا کرتے تھے۔اس عبرتناک سزا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے غیبت جیسی قبیح خصلت سے اپنا اخلاق پاک ہی رکھنا چاہیے۔

7......عار دِلانے اور ٹوہ لگانے سے ممانعت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ، لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ))

''اے ان لوگوں کی جماعت کہ جنہوں نے اپنی زبان سے تو ایمان قبول کرلیا ہے مگر ان کے دِلوں میں ابھی ایمان جاگزیں نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو تکلیف مت دِیا کرو، نہ انہیں عار دِلایا کرو اور نہ ہی ان کی مخفی باتوں (یعنی عیوب) کی ٹوہ لگایا کرو، یقیناً جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کی ٹوہ میں لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے، اور جس کے عیبوں کی ٹوہ اللہ تعالیٰ لگانے لگ جائے تو اس کو اس کے گھر کے اندر ہی رُسوا کر کے چھوڑتا ہے۔''

سنن الترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن، ح: 2032

مذکورہ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے کسی مسلمان کو اذِیت دینے، اس کو کسی کام پر عار دِلانے اور اس کے مخفی عیبوں کو ٹٹولنے اور تلاش کرنے سے منع کرتے ہوئے سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چونکہ ان تمام امور سے ایک مسلمان کی عزت خراب ہوتی ہے اور یہ تمام برائیاں اس کو رُسوا کرنے سے متعلق ہیں، اسی لیے ان کی سزا اور انجام بھی اسی قدر بھیانک ہے کہ ایسے مظلوم مسلمان کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ لیتا ہے اور اس شخص کو رُسوا کر کے چھوڑتا ہے، خواہ وہ اپنے گھر کے کسی کونے کھدرے میں ہی کیوں نہ چھپ جائے۔ تو ذرا سوچیے کہ اس شخص سے بڑھ کر بدبخت کون ہوگا کہ جسے خود ذاتِ مقدس رُسوا کرنے کی ٹھان لے؟! لہٰذا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس معاملے میں شدید احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ دانستہ طور پر آپ سے کوئی ایسی خطا سرزد نہ ہونے پائے کہ جس سے کسی مسلمان کی عزت وآبرو پہ حرف آئے۔

8......اپنی زبان کو ذِکر و تلاوت سے تر رکھیں:

زبان کا بہترین استعمال یہ ہے کہ اس پر ربِ کریم کا ذکر جاری وساری رہے۔اس سے زبان پاکیزہ ومعطر بھی رہے گی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بھی بن جائے گی۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کی نظر میں کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))

''تمھیں اس حالت میں موت آئے کہ تمھاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔''

صحیح ابن حبان818

اور ذکرِ الٰہی کی سب سے بہترین صورت تلاوتِ قرآن ہے۔قرآن چونکہ کلامِ الٰہی ہے،اس لیے اس سے مقدس،معتبر اور افضل ذکر کوئی نہیں ہے۔اس لیے جس قدر ممکن ہوسکے ذکر کی صورت میں تلاوتِ قرآن ہی کو منتخب کرنا چاہیے۔سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعاً لِأَصْحَابِهِ))

''قرآن پڑھا کرو، کیونکہ قیامت کے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کی سفارش کرے گا۔''

صحیح مسلم ، کتاب صلاۃ المسافرین ، باب فضل قراءۃ القرآن ح:804

9......زبان کی سب سے بڑی بے احتیاطی:

زبان کی سب سے بڑی بے احتیاطی یہ ہے کہ فقہی ومسلکی اور فکری ومنہجی اختلافات کو بنیاد بنا کر دوسرے کو کافر قرار دے دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ انتشارِ اُمت کے ساتھ ساتھ خود ایسے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انسان کے لیے بہت بڑی آفت ہے۔ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِذَاقَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ ، فَقَدْ بَاءَ أَحَدُهُمَا فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ))

''جب کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو 'اے کافر!'' کہتا ہے تو ان میں سے ایک اس کا مستحق ٹھہرتا ہے، اگر تو وہ (جسے کافر کہا گیا ہو) اس کے کہنے کے مطابق ویسا ہی ہو (تو وہ مستحق ہوگا) وگرنہ وہ اسی (کہنے والے) پر ہی لوٹ آئے گا۔''

صحيح البخارى، كتاب الأدب، باب من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، ح: 6103

اتنی سخت وعید کی وجہ یہی ہے کہ ایک کلمہ گو شخص کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ ایسے فتووں کے اہل صرف مستند اور جید مفتیان کرام ہیں، جنہیں قرآن و سنت کی نصوص میں خوب رسوخ ہونے کے ساتھ ساتھ آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ ائمہ رحمۃ اللہ علیہم پر بھی گہری نگاہ ہوتی ہے۔

② پیٹ اور اس کے اندر کی حفاظت

اللہ تعالیٰ سے کما حقہٗ شرم کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے جو دوسری چیز بتلائی وہ پیٹ اور اس کے اندر جانے والی غذا کا لحاظ و خیال رکھنا بتلایا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1......جسمانی طور پر حفاظت 2......روحانی طور پر حفاظت

جسمانی طور پر حفاظت:

اس سے مراد یہ ہے کہ کھاتے پیتے وقت اپنی صحت کا خیال رکھ کر کھانا چاہیے۔ صرف اتنا ہی کھانا چاہیے جس سے جسم میں عبادات اور روزمرہ کے کام انجام دینے کے لیے توانائی آ سکے، نہ کہ غیر ضروری طور پر بے مہابا ہی کھاتے رہنا چاہیے۔ اس سے انسان کی جسمانی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صحت بہت اچھی رہتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا بھی سلیقہ ہمیں سکھلایا ہے۔فرمایا:

((مَا مَلَأَ آدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِہٖ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَیْمَاتٍ یُقِمْنَ صُلْبَہٗ، فَإِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَثُلُثٌ طَعَامٌ، وَثُلُثٌ شَرَابٌ، وَثُلُثٌ نَفَسٌ))

''آدمی اپنے پیٹ سے بُرا کوئی برتن نہیں بھرتا، حالانکہ ابنِ آدم کو تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں، لیکن اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ایک تہائی کھانا ہو، ایک تہائی پانی اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے چھوڑ دے۔''

[صحیح]سنن الترمذی، أبواب الزھد، باب ما جاء فی کراھیة کثرة الأکل ح:2380

سنن ابن ماجه، کتاب الأطعمة، باب الاقتصاد فی الأکل وکراھة الشبع ح:3349

درحقیقت کھانے کا مقصد صرف صحت او زندگی بحال رکھنا ہوتا ہے، اسی لیے فرمایا کہ اس کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں، کیونکہ انسان کی زندگی کا مقصدِ اصلی یہ ہے کہ وہ اپنی اس مستعار زندگی کو اس کے حقیقی مالک کی عبودیت و بندگی اور اس کے دِین کی خدمت میں کھپا دے اور اُخروی امتحان کی تیاری کے لیے ملنے والی اس قیمتی مہلت کو فقط ہوائے نفسانیہ کی تکمیل میں ہی نہ ضائع کر دے۔ لیکن اگر زیادہ کھانے کو جی چاہے تو اس کے لیے بھی یہ ضابطہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اپنے سارے پیٹ کو کھانے سے ہی نہیں بھر لینا چاہیے، بلکہ اس کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ کھانے کے لیے، ایک پانی کے لیے اور ایک سانس لینے کے لیے خالی چھوڑ دیا جائے۔

روحانی طور پر حفاظت:

اس سے مراد یہ ہے کہ جو غذا انسان اپنے پیٹ میں ڈال رہا ہے وہ حلال ذریعے سے حاصل کی ہے یا حرام سے؟ اللہ سے شرم کرنے میں اس کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اگر انسان کسبِ مال کے لیے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کھو دے تو اس کی آنکھوں میں اللہ کا حیا کیسے رہ جائے گا؟

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

1......مال کی حرص؛ باعث ہلاکت:

مال اکٹھا کرنے کی حرص انسان میں اس قدر بھری ہوئی ہے کہ قبر میں پہنچنے تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۞ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۞﴾

''تمہیں مال کی کثرت کی چاہت نے غفلت میں ڈال رکھا ہے، یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچو گے۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

''دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ بکریوں کا اس قدر نقصان نہیں کریں گے کہ جتنا دو چیزیں آدمی کے دین کا نقصان کرتی ہیں: ایک تو مال کی حرص اور دوسری عہدے کی حرص۔''

سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب منہ ح2376

رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اگر ابن آدم کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ بھی اسی کی طرف توجہ دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔''

صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنة المال ح6436: صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب لوکان لابن آدم وادیین لابتغی ثالثاً ح1048

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ بالکل فکر نہیں ہے کہ تم فقیر ہو گئے تو کیا ہوگا؟ بلکہ خطرہ یہ ہے کہ تم پر دنیا فراخ کردی جائے گی' پھر تم اسے حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اس میں رغبت کرو گے۔ پھر لڑائیاں شروع ہو جائیں گی اور یہ تمہیں اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طرح ہلاک کردے گی جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا۔"

صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب مایحذرمن زهرة الدنیاوالتنافس فیہا ح: 6425

صحیح مسلم، کتاب الزهدوالرقاق، الباب الأول ح: 2961

ان تمام فرامینِ نبویہ ﷺ سے ایک ہی بات واضح ہوتی ہے کہ مال انسان کی اُخروی حیات کے لیے بہت بڑی آزمائش ہے۔ جو بندہ تو اس کو شرعی اصولوں اور قوانین کے تحت حاصل کرتا ہے وہ دنیا میں بھی نعمتیں حاصل کرتا ہے اور آخرت میں بھی مواخذے سے محفوظ رہے گا، لیکن جو ان اصول وقوانین کا پاس ولحاظ نہیں رکھتا وہ دنیا میں بھی برکت سے محروم کردیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اٹھائے گا۔

2......مال ودولت کی آزمائش:

انسان فقر وفاقہ کشی میں رب کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے اور جونہی خوشحالی اور مال کی ریل پیل ہوتو عیش ومستی میں ایسا کھوتا ہے کہ اپنے پروردگار کو ہی بھول جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی بہت بڑی آزمائش ہے اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ امیری چھین کر اور غریبی دے کر آزمائش کرتا ہے کہ یہ کس حد تک میرا شکرگزار رہتا ہے، تنگدستی پر کتنا صبر کرتا ہے اور مجھ سے شرم کرتے ہوئے کسبِ مال کا حرام وناجائز ذریعہ اپنانے سے گریز کرتا ہے یا نہیں؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾

"اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔"

3......حرام کھانے کا نقصان:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

((یَـا أَیُّھَـا النَّاسُ إِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ إِلَّا طَیِّبًا ذَکَرَ الرَّجُلَ یُـطِیلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ إِلَی السَّمَاءِ: یَا رَبِّ، یَا رَبِّ، وَمَـطْعَمُہٗ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ، وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لَہٗ))

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ مال کو ہی قبول فرماتا ہے...... پھر آپ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرے، اس کے بال پراگندہ ہوں اور خود غبار سے اَٹا ہو، وہ اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر ''اے میرے رب! اے میرے پروردگار!'' کہنے لگے جبکہ اس کا کھانا حرام ہو، اس کا پینا حرام ہو، اس کا لباس حرام ہو اور اسے غذا بھی حرام ہی دی گئی ہو، تو اس کی دعا کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟''

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها ح: 1015

اس حدیث میں مذکورہ صفات والے بندے کی مثال اس لیے دی گئی کہ ایسی حالت والا بندہ یعنی جو بہت لمبا سفر کر کے آرہا ہو، اس کے بال پراگندہ ہوں، اس کا جسم گردوغبار سے اَٹا پڑا ہو، ایسی حالت میں بندہ بہت قابلِ رحم لگتا ہے اور اس پر شفقت کرنے کو جی چاہتا ہے، لیکن اگر ایسے بندے کا کھانا، پینا، لباس حتیٰ کہ اس نے پرورش ہی حرام مال سے پائی ہو تو اس کی ایسی قابلِ رحم حالت کی بھی اللہ رعایت نہیں کرتا اور اس کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب ایسا شخص بھی التفاتِ الٰہی کا مستحق نہیں ٹھہرتا تو پھر عام شخص کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس کی دعائیں تو بالاولیٰ قبول نہیں کی جاتی ہوں گی۔ اور اس سے بڑھ کر بدبخت شخص کون ہوسکتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرنا ہی چھوڑ دے؟! اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشوانے کے لیے اپنے مال کو قطعی طور پر حرام کی پلیدگی سے بچانا چاہیے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

③موت اور احوالِ قبر کو یاد رکھنا

اللہ سے شرم کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے تیسری چیز ''موت اور قبر کے اندر انسانی جسم کے بوسیدہ ہو جانے کو یاد رکھنا'' ضروری قرار دی ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی فرار نہیں۔ انسان کا بدن مٹی سے بنا ہے اور مٹی میں ہی مل جائے گا۔ قبر میں جا کر خوبصورت آنکھیں جنہیں سُرمے اور کاجل سے سنوارا جاتا ہے اور یہ بال اور رُخسار، جنہیں انسان خوبصورت بنانے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے اور یہ پیٹ کہ جس کی بھوک مٹانے کے لیے طرح طرح کے جتن کیے جاتے ہیں اور انسان حلال و حرام کی تمیز بھی بھلا دیتا ہے، یہی آنکھیں پھوٹیں گی اور ان کا پانی چہرے کے رُخساروں پر بہہ پڑے گا، بال خود بہ خود گل کر ٹوٹ گریں گے، پیٹ بدبودار ہو کر پھٹ جائے گا، قبر کے کیڑے مکوڑے اس مٹی کے بدن کو اپنی غذا بنا لیں گے۔ یہ وہ حالات ہیں جسے انسان دنیا میں بالکل فراموش کیے رکھتا ہے، حالانکہ دنیا سے جانے کے بعد پہلے ہی مرحلے پر، یعنی قبر میں انسان کو ان سے واسطہ پڑنا ہے۔

اسی جانب متوجہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: قبر روزانہ یہ اعلان کرتی ہے کہ اے اولادِ آدم! تو مجھے کیسے بھول گیا؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں تنہائی کا گھر ہوں، میرا مقام وحشت ناک ہے اور میں کیڑوں مکوڑوں کی جگہ ہوں؟ میں تنگ جگہ ہوں، البتہ اس شخص کے لیے نہیں جس پر اللہ تعالیٰ مجھے وسیع کر دے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، یا جنت کی پھلواریوں میں سے ایک پھلواری ہے۔

مجمع الزوائد للھیثمی 46/3

یعنی جس شخص نے اپنی زندگی اللہ کی تابع فرمانی اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری میں گزاری؛ اس کے لیے قبر جنت کا باغیچہ بن جائے گی اور جس نے ساری زندگی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ ورسول سے بغاوت کرتے ہوئے گزار دی؛ اس کے لیے قبر جہنم کے گڑھے کی صورت اختیار کرلے گی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ: يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ))

''تین چیزیں (قبرستان تک) میت کے پیچھے جاتی ہیں، دو تو واپس آجاتی ہیں لیکن ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے، یعنی اس کے ساتھ ہی جاتی ہے: اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل اس کے پیچھے جاتے ہیں، پھر اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس آجاتے ہیں لیکن اس کا عمل اس کے ساتھ ہی رہ جاتا ہے۔''

صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب سكرات الموت، ح6514 صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، ح2960

جس شخص کو ایمانِ کامل اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ دنیا سے رحلت نصیب ہو جائے تو یہ ایسی عظیم دولت ہے کہ جس کے مقابلے میں کائنات کی ہر دولت ہیچ ہے۔ اس لیے ان تمام اسباب کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے جو حسنِ خاتمہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ نفع بخش اور مفید چیز اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ پانچ وقت اس کے سامنے جبینِ نیاز کو جھکایا جائے، فرائض کی بجا آوری میں ذرہ بھر کوتاہی نہ کی جائے، جملہ امور و معاملات میں اتباعِ خداوندی کو ملحوظ رکھا جائے، تمام گوشہ ہائے زندگی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نافذ کیا جائے، نوافل و اذکار کے ذریعے رب تعالیٰ کے قریب تر ہونے کی کوشش کی جائے، کیونکہ بندہ جب جب اللہ کو یاد کرتا ہے تب تب اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی جانب آتا ہے اور اس سے بہتر اسے جواب دیتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ سے جتنا زیادہ تعلق رکھے گا؛ اسی قدر اسے اپنے قریب پائے گا، جیسا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:

((اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ))

''اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ؛ وہ تجھے یاد رکھے گا، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ؛ تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔''

سنن الترمذی ، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع:2516

جب انسان اللہ تعالیٰ سے لو لگا لیتا ہے تو اس کی نہ صرف دُنیوی مشکلات آسان ہوتی چلی جاتی ہیں بلکہ اس کا خاتمہ بھی نیک ہوتا ہے۔اسے دنیا میں معاشی، معاشرتی یا خاندانی، کوئی بھی پریشانی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے اس مصیبت و پریشانی سے نجات پانے کی اس طرح راہیں کھولتا ہے کہ عقلِ انسانی محوِ حیرت رہ جاتی ہے۔یہی نہیں بلکہ اس کی اُخروی زندگی بھی سنور جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے اپنا برگزیدہ بندہ بنا لیتا ہے اور آخری وقت تک اسے اپنی اطاعت کا شیدا بنائے رکھتا ہے۔اس کا خاتمہ نیک کر دیتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم رہتے ہوئے،اس کی بندگی کو بجالاتے ہوئے اور نیک اعمال کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رُخصت ہوتا ہے۔

دُنیا کی زینت سے اعراض

اللہ تعالیٰ سے شرم کرنے کے لیے ملحوظ رکھے جانے والے تین امور کا تذکرہ کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص آخرت (میں انعام و اکرام کا) خواہش مند ہو اسے دنیا کی زیب و زینت ترک کر دینی چاہیے۔اس سلسلے میں چند ایک باتیں لائقِ ذکر ہیں:

1......دُنیوی زندگی فقط کھیل تماشا:

دنیا انسان کا عارضی ٹھکانہ ہے جو بہت جلد ختم ہونے والا ہے دنیا کی حیثیت کا اندازہ اسی سے کیجیے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ جب انسان سے سوال کرے گا کہ بتا تو دنیا میں کتنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مدت گزار کر آیا ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ ایک دن یا پھر دن کا کچھ حصہ۔ یعنی آخرت کے مقابلے میں یہ اتنی ہیچ ہے کہ ان میں سالہا سال بسر کرنے والا شخص اپنی ساری عمر کو ایک دن یا اس سے بھی کم مدت کے برابر خیال کرے گا۔ تو جب دنیا کی حقیقت ہی کچھ نہیں ہے تو پھر اس میں دِل کا کیا لگانا؟ بلکہ اسے آخرت کے سفر کی صورت میں گزارتے ہوئے اِس فانی جہاں میں اُس باقی جہاں کے لیے فلاح کا سامان کرنا چاہیے۔ دنیا کی حقیقت اللہ تعالیٰ اس مثال میں بیان فرما رہا ہے:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَّفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

[الحدید:20]

”جان لو کہ دُنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا، زینت، آپس میں فخر وغرور اور مال واولاد میں ایک دوسرے پر کثرت جتلانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد رنگ کی ہو جاتی ہے جس کے بعد وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورضامندی ہے۔ دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔“

2......دُنیا مومن کی قید اور کافر کی جنت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ))

”دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔“

صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، الباب الأول ۔سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب ماجاء

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

أن الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر،ح2324۔سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا، ح4113

نبی ﷺ نے تو سمندر کو کوزے میں بند فرما دیا۔ بندۂ مومن پر کمال انداز میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ مسلمان کا اصل ٹھکانہ دنیا ہے ہی نہیں، بلکہ اس کا حقیقی مقام آخرت اور جنت ہے، جبکہ کافر کا آخرت پر یقین نہیں ہے اس لیے وہ دنیا کو ہی جنت سمجھتا ہے۔

3......اللہ کے ہاں دنیا کی حیثیت:

دنیا کی بے بضاعتی کو اور اللہ کے ہاں دنیا کی حیثیت کو نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے:

''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔''

سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب ماجاء فی هوان الدنیاعلی الله عزوجل،ح2320۔سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا،ح4110

یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو کافروں کو معاشی ترقیوں کی بھرپور عنایتیں کر رکھی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی نگاہ میں اس دنیا کی سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ اگر اس کی کوئی حیثیت ہوتی تو اللہ صرف اپنے مومن بندوں کو ہی نوازتا اور کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا، جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔اللہ تعالیٰ یہاں اپنے مومن بندوں کو آزمائشوں اور تکالیف میں رکھ کر ان کے اُخروی درجات بڑھاتا ہے۔

4......دُنیا کی ناپائیداری کا حال:

جب دنیا کی ناپائیداری ہر ذِی شعور پر عیاں ہے تو پھر اس کے حصول کے لیے تگ و دو کرنا اور اس میں عیش و مستی کے لیے مال و دولت جمع کرنے کی حرص رکھنا سراسر نادانی ہے، کیونکہ ایک ایسا گھر کہ جس پر انسان کا قبضہ اور ملکیت ہی نہ ہو اور اس میں ہمیشہ کے قیام کی کوئی گارنٹی ہی نہ ہو تو پھر بھی اس کی زیبائش و آرائش میں مال خرچ کرنا کہاں کی عقلمندی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے؟ بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ دنیا کو کرائے کا گھر سمجھتے ہوئے آخرت کی مستقل اور دائمی قیام گاہ کی تعمیر کے لیے نیک اعمال کا ذخیرہ کرنا چاہیے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾د: 15،

16]

”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت (حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ایسوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی پورا پورا دے دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں ماسوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔“

5......دنیا سے بے رغبتی کا انعام:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتلائیے کہ جب میں وہ عمل کروں تو اللہ تعالیٰ اور لوگ مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو؛ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ؛ تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الزهد فى الدنيا، ح: 4102

اختتامیہ:

اس خطبہ جمعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بندے کے قلب و نگاہ میں اللہ تعالیٰ سے شرم تب ہی پیدا ہو سکتی ہے جب بندہ اپنے ذہنی افکار و خیالات، عقائد، زبان کے جائز

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

استعمال، کسبِ حلال کے اہتمام، موت اور احوالِ قبر کی یاد اور آخرت سنوارنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرلے گا۔ ورنہ ایسی زندگی کسی مول کی نہیں جو اللہ کی شرم سے خالی ہو!!

خطبہ رائٹر

حافظ فیض اللہ ناصر

03214697056

تاثرات اور مشورہ کے لیے

حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر ادارہ)

03015989211

خطبہ حاصل کرنے کے لیے

حافظ محمد کوثر زمان (ناظم ادارہ)

03014843312

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com